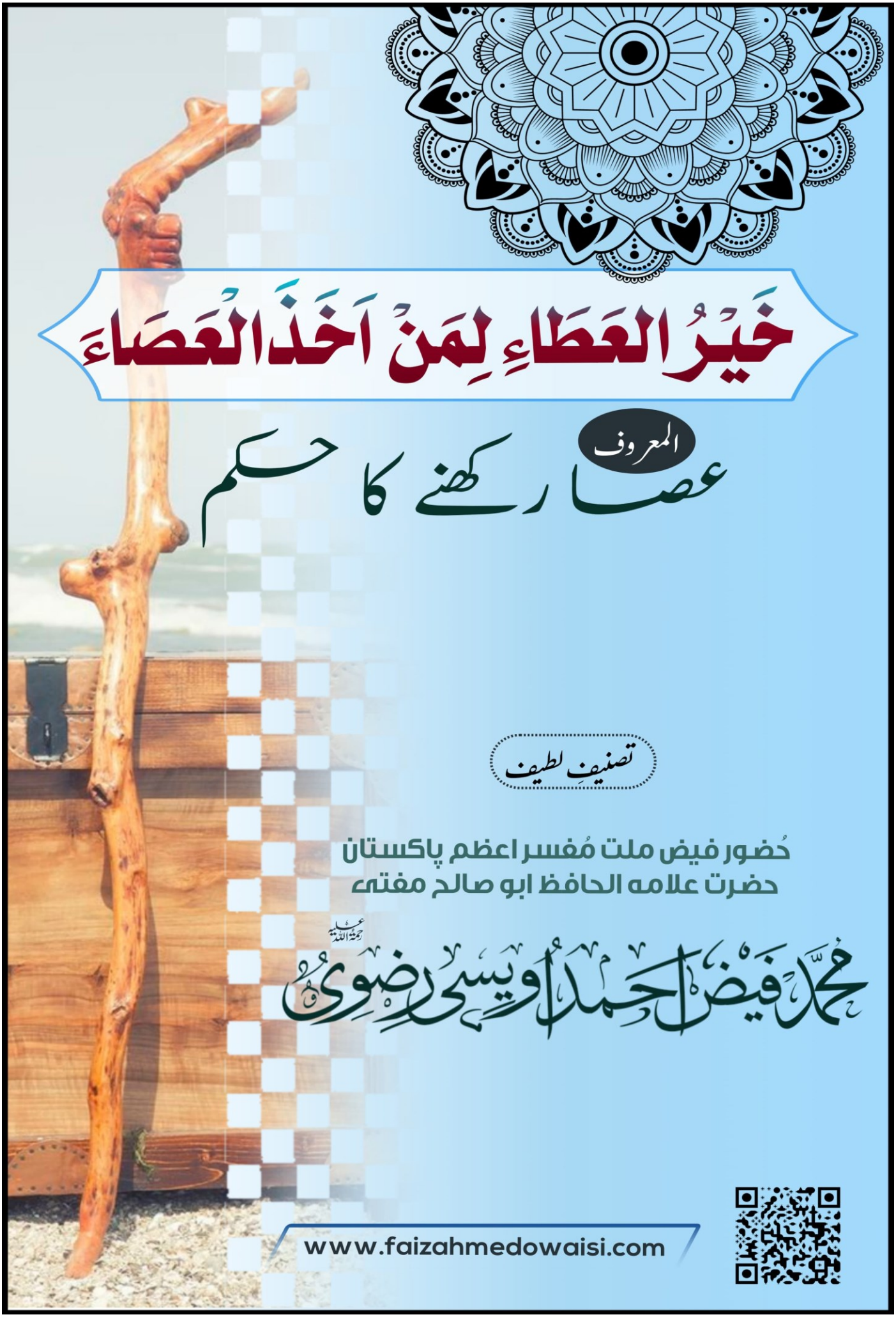

# خَیرُ العَطَاءِ لِمَنْ اَخَذَ العَصَاءَ

المعروف

## عصا رکھنے کا حکم

تصنیفِ لطیف


حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ



www.faizahmedowaisi.com

# پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ.

عصا ہاتھ میں رکھنا انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں تو عصائے شریف رشکِ ملائکہ تھا۔ اسی لئے مشائخ عظام اور علمائے کرام کے ہاتھوں میں بعض جدّت پسند فقیر کے ہاتھ میں عصا دیکھ کر مذاق اڑاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس نے بڑھاپے کے ساتھی کو اپنایا ہوا ہے حالانکہ میرا یہ ساتھی جوانی کا رفیق ہے اور ایسا رفیق کہ اسے طواف و سعی کے علاوہ گنبد خضرا کی جالی مبارک کے سامنے لے جاتا ہوں اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھاتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ہاں اور سنتوں کی کمی ہے لیکن عصا میرا اس لئے ساتھی ہے کہ یہ آپ کی سنت ہے۔

مذاق اڑانے والوں کو اس سنت سے بے خبری ہے تو فقیر کا یہ رسالہ حاضر ہے اگر مغربیت نے سونگھ لیا ہے اور سنت کی تحقیر کا مشغلہ (عادت) ہے تو جہنم میں جانے کے لئے تیار رہے یا پھر اسے سنت سمجھ کر مذاق نہ اڑائے۔ فقیر کی یہ کاوش بھی اسی احیاء سنت کے زمرہ میں ہے کوئی اسے اپنائے گا تو اجر و ثواب پائے گا۔ اس کی اشاعت بھی عزیزم حاجی محمد احمد صاحب قادری عطاری فرمارہے ہیں۔

فَجَزَاھُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی خَیۡرَ الۡجَزَاءِ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۱۳ ذیقعد ۱۴۲۲ھ بروز سوموار مبارک

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِمَنْ لَهُ الْمَحَامِدُ فِي الْعَشِيِّ وَالْمَسَاءِ، وَهُوَ يُثْنِي عَلَى مَنْ أَطَاعَهُ، وَيَذُمُّ مَنْ عَصَاهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ، الَّذِينَ زَيَّنُوا بِأَيْدِيهِمْ فِي الْأَسْفَارِ وَالْأَحْضَارِ بِالْعَصَا، وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ اقْتَدَوْا بِإِمَامِ الْأَنْبِيَاءِ، عَلَيْهِمْ أَفْضَلُ التَّحِيَّةِ وَأَكْمَلُ الثَّنَاءِ.

اما بعد! فقیر ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی غفرلہٗ کی یہ عرض گذاشت ہے کہ عصا ہاتھ میں رکھنے کے متعلق وضاحت مطلوب تھی۔ اتفاقاً رسالہ "الْإِنْبَاءُ بِأَنَّ الْعَصَا مِنْ سُنَنِ الْأَنْبِيَاءِ." مصنف مولانا علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ الباری دستیاب ہوا اس کے مطالعہ سے میرے ذہن نے کافی مواد جمع کر لیا جو ایک رسالہ کی صورت میں حاضر ہے۔ جس کا نام "خَيْرُ الْعَطَاءِ لِمَنْ أَخَذَ الْعَصَاءَ" ہے۔ خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ رَسُولِهِ الْكَرِيمِ الْأَمِينِ

حضرت مولانا علی القاری رحمۃ اللہ الباری نے فرمایا کہ عصا ہاتھ میں لینا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام جب بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا تھا اور وہ مُورو کے درخت کا تھا۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:

" كَانَتْ مِنْ آسِ الْجَنَّةِ ، حَمَلَهَا آدَمُ مِنَ الْجَنَّةِ "[1] (الانباء) یعنی وہ عصا بہشتی تھا جسے آدم علیہ السلام نے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔

وہی عصا حضرت آدم علیہ السلام سے توارثاً (وراثتاً) حضرات انبیاء علیہم السلام کو اور آخر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہونچا اور اس میں یہ تاثیر تھی کہ غیر نبی کے ہاتھ میں جاتا تو وہ ہلاک کر دیتا اسی الانباء میں ہے:

" فَتَوَارَثَهَا الْأَنْبِيَاءُ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)، وَكَانَ لَا يَأْخُذُهَا غَيْرُ نَبِيٍّ إِلَّا أَكَلَتْهُ، فَصَارَتْ مِنْ آدَمَ إِلَىٰ نُوحٍ، ثُمَّ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ، حَتَّىٰ وَصَلَتْ إِلَىٰ شُعَيْبٍ، وَكَانَتْ عِنْدَهُ عَصَا الْأَنْبِيَاءِ، فَأَعْطَاهَا مُوسَىٰ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ). "[2] (الانباء)

**فائدہ:** حضرت شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت یہ عصا عنایت فرمایا جب ان کے ساتھ اپنی صاحبزادی کا عقد نکاح فرمایا، چنانچہ مفسرِ بغوی نے فرمایا: "أَنَّهُ لَمَّا تَعَاقَدَا عَقْدَ الصُّهُورَةِ بَيْنَهُمَا، أَمَرَ شُعَيْبٌ ابْنَتَهُ أَنْ تُعْطِيَ مُوسَىٰ عَصًا يَدْفَعُ بِهَا غَنَمَهُ."[3]

---

[1] ) (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء ، 2/ 420، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولى 1437هـ 2016م)

(تفسير البغوي، سورة القصص:28 ، 6/ 204، دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة، 1417 هـ - 1997 م)

[2] ) (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء ، 2/ 420، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولى 1437هـ 2016م)

(تفسير البغوي، سورة القصص:28 ، 6/ 204، دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة، 1417 هـ - 1997 م)

[3] ) (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء ، 2/ 420، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولى 1437هـ 2016م)

**فائدہ:** حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ قَالَ عِكْرِمَةُ: خَرَجَ بِهَا آدَمُ مِنَ الْجَنَّةِ فَأَخَذَهَا جِبْرِيلُ بَعْدَ مَوْتِ آدَمَ فَكَانَتْ مَعَهُ حَتَّى لَقِيَ بِهَا مُوسَى لَيْلًا فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ [4](الانباء)

یعنی حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے عصالے کر باہر تشریف لائے ان کے وصال شریف کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے لے لیااور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مُلاقی ہوئے تووہی عصاان کو دے دیا۔

قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کے عصاکا تذکرہ متعدد مقامات پر آیاہے مثلاً

(۱) وَ مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰىo قَالَ هِيَ عَصَايَ (پارہ۱۶، سورۃ طٰہٰ، اٰیت۱۷)

**ترجمہ:** اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیاہے اے موسٰی؟ عرض کی یہ میرا عصاہے۔

(۲) فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ o (پارہ۹، سورۃ اعراف، اٰیت۱۰۷)

**ترجمہ:** توموسٰی علیہ السلام نے اپناعصاڈال دیاوہ فوراًایک ظاہر اژدھاہو گیا۔

**فائدہ:** امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی مختلف شکلیں تھیں اور اسکے آخری حصے میں دانت تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بحالتِ قیام کام دیتا تھااور اس کی مختلف شکلیں ہو جاتی تھیں جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ضرورت پیش ہوتی۔

**عصائے موسوی کانام:** حضرت مقاتل مفسر فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے عصاکانام "تبعہ" تھا۔[5](مظھری)

**فوائد عصائے موسوی:** حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصامیں بڑے فوائد تھے چند حاضر ہیں:

(۱) اسے موسیٰ علیہ السلام کندھے پر رکھ کر اپنازادِراہ اٹھایا کرتے۔

(۲) اس کی دونوں شاخوں پر لکڑی ڈال کر اس کے اوپر کمبل ڈالتے اس سے سایہ حاصل کرتے۔

(۳) اگر کنویں کی رسی چھوٹی ہوتی تو اسے ملا کر اس سے رسی کا کام لیتے۔

(۴) اگر ان کی بکریوں پر درندے حملہ کرتے تو عصاسے درندوں کو مارتے۔

یہ وہ اسباب ہیں جو "وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى"[6] میں مضمر ہیں۔[7](مظھری)

اس کے علاوہ موسیٰ علیہ السلام نے خود بھی صراحتہً بیان فرمائے ہیں: كَمَا قَالَ عَزَّوَجَلَّ حِكَايَةً: "اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا"

---

(تفسير البغوي، سورة القصص:28 ، 6/ 204، دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة، 1417 هـ - 1997 م)

[4] ) (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء ، 2/ 420، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولى 1437هـ 2016م)

(تفسير البغوي، سورة القصص:28 ، 6/ 204، دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة، 1417 هـ - 1997 م)

[5] ) (التفسير المظهري، سورة طه:16 ، 6/ 133، مكتبة الرشدية – الباكستان، الطبعة: 1412هـ)

[6] ) سورۃ طٰہٰ:18 **ترجمہ:** اور میرے اس میں اور کام ہیں۔

[7] ) (التفسير المظهري، سورة طه:16 ، 6/ 133، مكتبة الرشدية – الباكستان، الطبعة: 1412هـ)

(۵)جب تھک جاتا ہوں تو چھلانگ لگاتے وقت اور بکریاں چَراتے وقت اس پر سہارا لیا کرتا ہوں۔

(۶)وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ[8]،یعنی اسے درخت پر مارتا ہوں تو پتے بکریوں کے سروں پر گرتے ہیں جنہیں وہ کھاتی ہیں وغیرہ وغیرہ[9](المظہری تحت ھذہ الآیۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ دیگر بھی مروی ہیں مثلاً

(۷)عصا پر کھانے پینے کا سامان لاد دیتے اور وہ چل پڑتا۔

(۸)زمین پر اسے مارتے تو ایک وقت کا کھانا حاصل ہو جاتا۔

(۹)زمین میں گاڑتے تو اس سے پانی بہہ نکلتا۔

(۱۰)جب نکال لیتے تو پانی بند ہو جاتا۔

(۱۱)اگر انہیں کسی میوہ کی خواہش ہوتی تو عصا کو زمین میں گاڑتے تو وہ عصا درخت بن جاتا اس پر پتے بن جاتے اور پتوں میں ثمر (پھل، میوہ) نکل آتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تناول فرماتے۔

(۱۲)کنویں سے پانی کی ضرورت ہوتی تو عصا کی ایک شاخ ڈول اور دوسری جانب رسی بن جاتی جس سے پانی کھینچ کر پینے کا پانی حاصل کر لیتے۔

(۱۳)اندھیری رات میں روشنی کا کام دیتا۔

(۱۴)دشمنوں سے لڑ کر دشمن کی بیخ کنی کرتا۔[10] (الانباء للملا علی القاری رحمۃ اللہ الباری)

**سلیمانی عصا(علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)**: حضرت سلیمان علیہ السلام کا بھی عصا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں یوں ہے:

"فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ" (پارہ ۲۲، سورۃ سبا، آیت ۱۴)

**ترجمہ**: پھر جب ہم نے اس(سلیمان علیہ السلام) پر موت کا حکم بھیجا جنّوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے کہ اس کا عصا کھاتی تھی۔

مِنْسَأَتَهُ، أَيْ عَصَاهُ، مِنْ نَسَأْتُ الْغَنَمَ سے ماخوذ ہے:"أَيْ زَجَرْتُهَا وَسُقْتُهَا." یعنی بکریوں کو ہانکا اسی سے ہے۔

"نَسَأَ اللهُ فِي أَجَلِهِ، أَيْ أَخَّرَهُ."[11] یعنی اسی سے لفظ نساء جو باب الرباء فقہ کے مسائل میں آتا ہے نساء بمعنے اُدھار وغیرہ۔

**داؤدی عصاء**: مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنا اس مقام پر رکھی تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خیمہ نصب کیا گیا تھا، اس عمارت کے پورا ہونے سے قبل حضرت داؤد علیہ السلام کے وصال کا وقت آگیا تو آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی تکمیل کی

---

[8] ) سورۃ طٰہٰ:18 **ترجمہ**:اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں۔

[9] ) (التفسير المظهري، سورة طه:16 ، 6/ 133، مكتبة الرشدية – الباكستان، الطبعة: 1412هـ)

[10] ) (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء ، 2/ 422، دارالباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

(تفسير البغوي، سورة القصص:28 ، 6/ 204، دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة، 1417 هـ – 1997 م)

[11] ) (التفسير المظهري، سورة سبا:15 ، 8/ 18، مكتبة الرشدية – الباكستان، الطبعة: 1412هـ)

وصیت فرمائی چنانچہ آپ نے اس کی تکمیل کا حکم شیاطین کو دیا۔ جب آپ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اُن کی وفات شیاطین پر ظاہر نہ ہو تا کہ وہ عمارت کی تکمیل میں مصروف رہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عادت تھی کہ عبادت کے لئے مہینوں تک تخلیہ میں بیٹھا کرتے تھے آخری وقت میں بیٹھے تو ٹھوڑی کے نیچے عصا لگا ہوا تھا عبادت ہی میں روح پرواز کر گئی۔

**سوال:** سلیمان علیہ السلام پر اچانک موت کیوں طاری کی گئی؟

**جواب:** اس میں چند مصلحتیں تھیں:

(۱) سلیمان علیہ السلام کے جسم پر آثار موت ظاہر نہ ہوں۔

(۲) جنات علمِ غیب کے مدعی تھے ان کے علم غیب کے دعویٰ پر پتھر پڑ گئے۔

(۳) انتظامِ مملکت تمام کرانا مقصود تھا لوگوں نے یہی سمجھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام زندہ ہیں اندر کوئی جانے کی ہمت نہ رکھتا تھا باہر سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو آنکھیں بند کئے لکڑی پر سہارا دیئے بیٹھا ہوا مشغول بحق دیکھتے تھے۔ (کنز العرفان و حقانی)

**گِرتوں کا سہارا عصائے محمد ﷺ:** احادیث، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی حالتِ خطبہ میں عصا ہاتھ میں لیتے تھے:

(۱) كَانَ إِذَا خَطَبَ يَعْتَمِدُ عَلَى عَنَزَةٍ أَوْ عَصًا. «الشَّافِعِيُّ، عَنْ عَطَاءٍ، مُرْسَلًا». [12]

یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے تو عنزہ یا عصا پر سہارا لگاتے۔

(۲) أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ خَطَبَ عَلَىٰ قَوْسٍ، وَإِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ خَطَبَ عَلَىٰ عَصًا. [13]

یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں خطبہ دیتے تو قوس (کمان جس میں تیر جوڑ کے نشانے پر لگاتے ہیں) پر سہارا لگاتے اور جب جمعہ کا خطبہ دیتے تو عصا پر۔

(۳) سفر میں بھی عصائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رفیقِ سفر ہوتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

" أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ حَمَلَ مَعَهُ خَمْسَةَ أَشْيَاءَ: الْمِرْآةَ، وَالْمِكْحَلَةَ، وَالْمِدْرَى، وَالسِّوَاكَ، وَالْمُشْطَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: الْمِقْرَاضَ، وَالصُّوفِيَّةُ لَا تُفَارِقُهُمُ الْعَصَا، وَهِيَ أَيْضًا مِنَ السُّنَّةِ.. " [14] (عوارف المعارف)

---

[12] (كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ،حرف الشين، كتاب الشمائل ، من كتاب الشمائل من قسم الأقوال، الباب الثاني: في شمائل تتعلق بالعبادات، الفصل الثاني: في الصلاة وآدبها وسننها ، 7/ 64، الحديث 17972، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، 1405 هـ - 1985 م)

[13] (سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الخطبة يوم الجمعة ، 1/ 352، الحديث1107، المكتبة العلمية)

(السنن الكبرى، كتاب الجمعة، جماع أبواب آداب الخطبة، باب الإمام يعتمد على عصا أو قوس أو ما أشبههما إذا خطب ، 3/ 206، الحديث5617، دار المعرفة)

[14] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري. الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء . 420/2. دار اللباب. تركيا اسطنبول. الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

(عوارف المعارف. الباب السابع عشر فيما يحتاج إليه الصوفي في سفره من الفرائض والفضائل . ص83. دار الكتب العلمية. الطبعة: 2005هـ)

یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر تشریف لے جاتے تو پانچ اشیاء آپ کے ساتھ ہوتیں (۱) آئینہ (۲) سرمہ دانی (۳) چُھری (۴) مسواک (۵) خوشبو کی ڈبیہ، ایک روایت میں مقراض (قینچی) وارد ہے۔ بعض روایات میں عصائے شریف کا ذکر بھی ہے۔

(۴) فَقَدْ رَوَى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِ اتَّخَذْتُ مِنْبَرًا فَقَدِ اتَّخَذَهُ إِبْرَاهِيمُ، وَإِنِ اتَّخَذْتُ الْعَصَا فَقَدِ اتَّخَذَهَا إِبْرَاهِيمُ». [15] (الانباء)

یعنی حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نے منبر بنایا تو یہ بھی ابراہیمی سنت ہے اور اگر میں نے عصا ہاتھ میں رکھا ہے تب بھی ابراہیم علیہ السلام کی سنت ادا کی ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث سے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے متعلق بھی عصا رکھنے کی سنت کا صراحۃً ذکر ملا ہے۔

(۵) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: التَّوَكُّؤُ عَلَى الْعَصَا مِنْ أَخْلَاقِ الْأَنْبِيَاءِ، كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ عَصًا يَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا، وَيَأْمُرُ بِالتَّوَكُّؤِ عَلَى الْعَصَا.. [16] (الانباء)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عصا پر سہارا کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی عصا تھا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سہارا کرتے تھے اور ہمیں بھی عصا پر سہارا کا حکم فرماتے۔

(۶) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَكِّئًا عَلَىٰ عَصًا، فَقُمْنَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: «لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ، يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا». [17]

یعنی حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں عصا پر سہارا لگاتے ہوئے تشریف لائے تو ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عجمیوں کی طرح میرے لئے نہ اٹھو کہ وہ اپنے بعض کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

(۷) ابو داؤد میں ہے کہا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّ الْعَرَاجِينَ، وَلَا يَزَالُ فِي يَدِهِ مِنْهَا. [18]

یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چھڑیوں کو پسند فرماتے اور آپ کے ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی۔

(8) الدیلمی کی الفردوس میں ہے: ہاتھ میں رکھنا مؤمن کی علامت اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ [19]

**صوفیانہ طریقہ:** یہی وجہ ہے کہ صوفیا کرام ہمیشہ عصا اپنے ہاتھ میں رکھتے:

---

[15] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء ، 2/ 421، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

[16] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء ، 2/ 421، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

[17] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء ، 2/ 421، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

[18] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء ، 2/ 421، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

[19] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء ، 2/ 421، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيِّ رَحْمَةُ اللهِ الْبَارِي: «وَالصُّوفِيَّةُ لَا تُفَارِقُهُمُ الْعَصَا، وَهُوَ أَيْضًا مِنَ السُّنَّةِ».[20] (الانباء)

یعنی ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری نے فرمایا اور صوفیہ کرام سے عصا کبھی جُدا نہ ہوتا اور یہ بھی سنت ہے۔

**فائدہ:** بستان میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عصا میں چھ فائدے ہیں (۱) انبیاء علیہم السلام کی سنت (۲) صلحاء کی زینت (۳) اعداء کے لئے ہتھیار (۴) کمزوروں کا یار (۵) مسکینوں کا دوست (۶) منافقین کے لئے دُکھ۔[21]

**فائدہ:** بزرگوں کا فرمان ہے کہ جب مؤمن ہاتھ میں ڈنڈا لئے ہوتا ہے تو شیطان دُور بھاگ جاتا ہے اور اس سے منافق و فاجر دور رہتے ہیں، جب وہ نماز پڑھتا ہے تو وہ اُس کے لئے دیوار بن جاتا ہے اور جب تھک جاتا ہے تو اس پر سہارا کرتا ہے۔[22] (الانباء علی القاری رحمۃ اللہ الباری)

**انبیاء علیہم السلام کا طریقہ:** (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"التَّوَكُّؤُ عَلَى الْعَصَا مِنْ أَخْلَاقِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ." (الانباء للقاری)

یعنی عصا پر سہارا کرنا انبیاء علیہم السلام کی عادت مبارکہ میں سے تھا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا مبارکہ تھا۔

"وَكَانَ يَأْمُرُ بِالتَّوَكُّءِ عَلَى الْعَصَا."[23] یعنی (ایضاً) حضور صلی اللہ علیہ وسلم عصا پر سہارا کا حکم فرماتے تھے۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «حَمْلُ الْعَصَا عَلَامَةُ الْمُؤْمِنِ وَسُنَّةُ الْأَنْبِيَاءِ.»[24] (رواہ انس مرفوعاً)

یعنی عصا ہاتھ میں رکھنا مومن کی علامت اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

**موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا عجوبہ:** جب موسیٰ علیہ السلام کنوئیں سے پانی نکالنے کا ارادہ فرماتے تو ان کا عصا بوکا (چمڑے کا ڈول) بن جاتا اور اندھیری رات میں چراغ کا کام دیتا اگر دشمن حملہ آور ہوتا تو عصا دشمن سے لڑتا اور موسیٰ علیہ السلام سے دشمن کو دُور بھگا دیتا وغیرہ وغیرہ۔[25] (الانباء للقاری رحمۃ اللہ الباری)

موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کے بارے میں تفاسیر میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور مزید تفصیل آئے گی۔ (إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى)

**انتباہ:** کسی کا طریقہ اپنانا اس سے محبت و پیار کی علامت ہے مثلاً ہمارے دور میں بہت سارے لوگ انگریزی تہذیب و تمدن کے خوگر (عادی) ہیں تو لباس، خوراک وغیرہ میں انگریزوں کی تقلید کرتے ہیں۔ مسلمان کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام و اہلبیت

---

[20] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء، 2/ 421، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

[21] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء، 2/ 422، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

[22] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء، 2/ 422، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

[23] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء، 2/ 421، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

[24] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء، 2/ 421، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

[25] (مجموعة رسائل العلامة الملا علي القاري، الإنباء بأن العصا من سنن الأنبياء، 2/ 422، دار اللباب، تركيا اسطنبول، الطبعة الأولي 1437هـ 2016م)

(تفسير البغوي، سورة القصص: 28، 6/ 204، دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة، 1417 هـ - 1997 م)

عظام اور اولیاء وصلحاء علیہم الرحمۃ والرضوان سے عقیدت و محبت ہے تو چاہیے کہ ان کی تہذیب و تمدّن کا عاشق بنے تاکہ کل قیامت میں ان کے ساتھ رہنا نصیب ہو نہ کہ انگریزوں کے ساتھ۔ کیونکہ قاعدہ مسلّمہ ہے "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ"[26] جو جس سے محبت کرتا ہے وہ قیامت میں اس کے ساتھ ہو گا۔

## عصائے صحابہ رضی اللہ عنہم

احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی عصا ہاتھ میں رکھتے تھے بطور تبرک چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عصائے مبارکہ کا عرض کرتا ہوں۔

**قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عصا:** امام ابو نُعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اندھیری رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء کے لئے مسجد میں آئے تو راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قدرتی شمع روشن ہو گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر فرمایا، نماز کے بعد میرے پاس آنا مجھے تم سے کام ہے۔ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے بعد خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ پھر جب حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کی ٹہنیاں عطا فرمائیں۔

" فَقَالَ: خُذْ هٰذَا، يُضِيءُ لَكَ أَمَامَكَ عَشْرًا، وَخَلْفَكَ عَشْرًا."[27] (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۸۱)

یعنی اور فرمایا انہیں اٹھالو دس تمہارے آگے اور دس تمہارے پیچھے روشن ہو جائیں گی۔

**عصائے عبادہ بن بشیر و اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما:** امام بخاری و بیہقی و حاکم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن بشیر، اُسید بن حضیر کی خدمت میں بیٹھے اپنے مطلب کی باتیں کر رہے تھے کہ رات ہو گئی اور سخت ظلمت چھا گئی پھر یہ دونوں اٹھے اور اپنے گھر کو جانے لگے تو ایک صحابی کی لاٹھی روشن ہو گئی، جب دونوں کی راہ جدا ہوئی تو

"أَضَاءَتِ الْأَخَرُ عَصَاهُ فَمَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ضَوْءِ عَصَاهُ حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ."[28] (حجۃ اللہ، صفحہ ۱۷)

یعنی دوسرے صحابی کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی اور یہ دونوں صحابی ان لاٹھیوں کی روشنی میں اپنے گھر تک پہنچ گئے۔

**فائدہ:** عصاء سنتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو ہے ہی لیکن اس روایت سے ایک طرف صحابہ کرام کی کرامت واضح ہے اور ہر ولی اللہ کی کرامت معجزۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مُتَصَوَّر (خیال کیا ہوا) ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم بھی نور گر ہے۔

یہ اس وقت ہے جب نور صرف روشنی کو سمجھا جائے حالانکہ نور صرف روشنی کا نام نہیں روشنی نور کی ایک قسم ہے اور نور کی بے شمار قسمیں ہیں اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ اقسام سے نہ صرف متصف ہیں بلکہ ان تمام انوار کے سرچشمہ ہیں۔

---

[26] (مسند أحمد، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه، 6/ 259، الحديث3717، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421هـ - 2001 م)

[27] (الخصائص الكبرى للسيوطي، باب إضاءة العصى والسوط والأصابع، 2/ 135، دار الكتب العلمية - بيروت-)

[28] (حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، المبحث الثاني في بيان لم يحط أحد من الأنبياء والمرسلين الخ،ص17، دار الكتب العلمية - بيروت، 2015م-)
(الخصائص الكبرى للسيوطي، باب نبع الماء من الأرض،1/ 207، دار الكتب العلمية - بيروت-)

**موسیٰ علیہ السلام کا عصا:** اس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر پہنچے تو آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى○ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى○ (پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۷،۱۸)

**ترجمہ:** اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسٰی؟ عرض کی یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتّے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں۔

یعنی سہارا لینے اور پتے جھاڑنے کے علاوہ بھی میرے بہت سے کام اس سے وابستہ ہیں مثلاً چلتے وقت اسے کاندھے پر رکھ لیتا ہوں اور اس کی دوسری طرف تیر کمان اور دودھ کا برتن اور لوٹا باندھ دیتا ہوں اور اس کی ایک طرف میں زادِ راہ باندھتا ہوں۔ ان جملہ اشیاء کو اسی ڈنڈے کے ذریعے ساتھ رکھنے اور ان کو اٹھانے میں آسانی ہوتی ہے۔ عجیب تر یہ کہ دورانِ سفر یہ میرے ساتھ باتیں کرتا ہے۔[29] (روح البیان)

**موسوی عصا کا تعارف:** حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک دو شاخہ تھا اور مِحْجَن (خم دار یا بک دار سرے والی چھڑی یا ڈنڈا) جب کسی درخت کی ٹہنی اونچی ہوتی تو اسے محجن سے نیچے کرتے اور پھر موڑنے کا ارادہ فرماتے تو عصا کے دو شاخوں سے ٹہنی کو سمیٹ لیتے۔ (اس طرح سے ٹہنی سے پتے جھاڑنا آسان ہو جاتا) اور اس عصا کے نیچے کی طرف دو دندانے تھے۔

(۱) جب اسے زمین پر گاڑتے تو زمین سے پانی نکلتا۔

(۲) جو ثمر (پھل) موسیٰ علیہ السلام چاہتے وہ ڈنڈے سے مل جاتا۔

(۳) جس وقت کنوئیں سے پانی نکالنا چاہتے تو وہ ڈنڈے کو کنوئیں میں ڈال دیتے تو ڈنڈا بوکہ کی صورت اختیار کر جاتا جس سے پانی نکال لیتے۔

(۴) جب رسی کم ہو جاتی تو عصا کے ساتھ ملا لیتے اس سے پانی نکال لیا جاتا۔

(۵) رات کے وقت وہ چمکتا بھی تھا۔

(۶) اس سے دشمنوں کا مقابلہ کرتے جس سے دشمن بھاگ جاتے۔

(۷) جب درندے بکریوں کے پیچھے پڑتے تو موسیٰ علیہ السلام اس ڈنڈے سے انہیں بھگاتے۔

(۸) نیند اور بیداری میں ہوام (زمین کے اندر رہنے والے جاندار) کو ہٹاتے۔

(۹) دھوپ سے بچنے کے لئے ڈنڈے کو زمین پر گاڑ کر اس پر کپڑا ڈال دیتے جس کے سایہ کے نیچے آپ علیہ السلام آرام فرماتے۔

**ڈنڈے کا طول و عرض:** ڈنڈے کا طول موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کے مطابق بارہ ہاتھ تھا۔ جنت کے موروکے درخت کا بنا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت شعیب علیہ السلام سے اور حضرت شعیب علیہ السلام کو ایک فرشتے سے ملا تھا جس نے آدمی کے بھیس میں آکر آپ کے ہاں امانت رکھا تھا۔

---

[29] (روح البیان، طه:18، 5/ 373، دار الفکر - بیروت)

**فائدہ:** حضرت کاشفی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ وہ ڈنڈا صاف لکڑی کا بہشت سے آیا تھا۔ اس کا طول دس گز اور اس کا سر دو شاخہ تھا۔ اس کے نیچے دندانے تھے جسے وہ عُلَّیق[30] سے موسوم کرتے یا نیعہ[31] سے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے بطور وراثت حضرت شعیب علیہ السلام کو ملا۔ ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوا۔[32]

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام خلق خدا کے راعی ہیں اور مخلوق جانوروں کی طرح ہے، اسے چارے اور نگرانی کی ضرورت ہے اسے شیطان جیسے بھیڑیئے اور نفس جیسے شیر سے بچانا لازمی ہے۔ انسان پر لازم ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے ارشادات پر عمل کرے اور ان کے دروازے پر پڑا رہے اور ان کے اشاروں پر چلے۔

حضرت حافظ قدس سرہٗ نے فرمایا: شبان وادي ایمن کہی رسد بمراد که چند سال بجان خدمت شعیب کند[33]

یعنی کسی نے اس شعر کو اردو میں ڈھالا ہے، کبھی چرواہا وادیٔ ایمن میں مراد کو پہونچتا ہے بشرطِ کہ وہ ایک عرصہ تک حضرت شعیب علیہ السلام کی جان سے خدمت کرے۔

یعنی وادیٔ ایمن کا راعی اس وقت منزل مقصود پر پہنچا جب کہ چند سال شعیب علیہ السلام کی خدمت کی۔

**فائدہ صوفیانہ:** اہل معرفت نے فرمایا کہ چونکہ ڈنڈا نفسِ مطمئنہ کی صورت میں تھا یہی وجہ ہے کہ موہومات (شبہات) و متخیلات (وہم) کو فنا کرتا ہے۔ اس لئے کہ سانپ کی صورت ایسی ہے کہ وہ ایمان کی استعداد رکھتی ہے جیسے جنون کو مدینہ طیبہ میں سانپ کی صورت میں دیکھا گیا۔ اس کا ذکر صحاح ستہ میں موجود ہے۔[34]

اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے کہا: هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا یعنی اس ڈنڈے (نفس مطمئنہ) کے ذریعے اسرارِ الٰہیہ کے مطالب حاصل کرتا ہوں۔

وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي یعنی اور اپنی رعایا یعنی اعضا و جوارح اور ایسے جملہ قوائے طبعیہ و بدنیہ کی روحانی غذا پاتا ہوں۔

وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ یعنی اور دیگر وہ کمالات جو مجاہدات بدنیہ و ریاضات نفسیہ سے نصیب ہوتے ہیں میں اسی کے ذریعے حاصل کرتا ہوں۔

جب یہ مجاہدہ و ریاضت میں میرے کام آتا ہے اور رجوع اِلی اللہ سے مجھے آگاہی دیتا ہے تو معصیت طاعت سے تبدیل ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ (پارہ۱۹، سورۃ الفرقان، اٰیت۷۰) **ترجمہ:** تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

**سوال:** سوال تو لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کیوں سوال کیا؟

**جواب نمبر ۱:** یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی حقیر شے سے نفیس و اعلیٰ جوہر ظاہر کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کا مشاہدہ عوام کو بھی ہو۔ اس معنٰی پر وہ سوال کے طور پر کہتا ہے: مَاهٰذَا؟ اس کے جواب پر مقصد ظاہر ہو جاتا ہے۔

---

30 ) ایک خاردار درخت جس کے پتّے اور پیڑ کے دوسرے اجزا گلاب کے پیڑ کی طرح ہوتے ہیں۔

31 ) عربی لغت (جیسے کتاب المعجم) کے مطابق، یہ لفظ اصل میں "نَاعَ-يَنِيعُ" (یا نَاحَ) سے نکلا ہے، جس کے معنی "ٹہنی کا نرم ہونا، لچکنا اور ہوا سے جھومنا" کے ہیں۔ (ن اُویسی)

32 ) (روح البیان، طه:18، 5/ 373، دار الفکر - بیروت)

33 ) (روح البیان، طه:18، 5/ 373، دار الفکر - بیروت)

34 ) (روح البیان، طه:18، 5/ 373، دار الفکر - بیروت)

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ڈنڈے کی حقیقت کو ظاہر فرمایا تو اس کی مثال یوں ہے کہ ایک لوہے کا معمولی ٹکڑا دکھایا جائے جسے دیکھنے والا حقیر شے سمجھتا ہے۔ چند دنوں کے بعد اس سے بہتر زرہ تیار کر کے اسے کہا جائے کہ یہ وہی لوہا ہے جسے تم حقیر سمجھتے تھے بعینہٖ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس عصا سے اپنی عجائبات قدرت دکھائے تو پہلے فرمایا کہ یہ کیا ہے ایک لکڑی ہے جس سے نہ نفع ہے نہ نقصان۔

لیکن جب ایک بڑا اژدھاد کھایا گیا تب واضح ہوا کہ یہ ایک قدرت ایزدی کا نمونہ ہے اور اس کی حکمتوں کا ایک باب۔

**جواب نمبر ۲:** علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ استفہام تنبیہ کے لئے ہے گویا مخاطب کو فرمایا کہ آیئے قدرت کے عجائبات ملاحظہ کیجئے۔[35]

روح البیان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے امتحان لیا اور تنبیہ فرمائی تا کہ انہیں معلوم ہو کہ، عصا کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نام اور بھی ہے اور اس کی ایک حقیقت اور ہے جسے وہ نہیں جانتے اور کہیں کہ یا اللہ اس کا علم تجھے ہے۔ یہ تنبیہ اس وقت کی گئی جب انہوں نے اس کا علم اپنی طرف منسوب فرمایا: کما قال "هِيَ عَصَايَ"۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمایا کہ تیرے جواب میں دو لغزشیں ہیں (۱) اس کا ڈنڈا نام بتایا۔ (۲) اس کا علم اپنی طرف منسوب فرمایا، بلکہ صحیح جواب یہ ہے کہ یہ میرا شعبان (اژدہا) ہے تیرا ڈنڈا نہیں۔[36]

**جواب نمبر ۳:** بعض مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا کہ سوال کی حقیقت یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کو تنبیہ ہو جائے کہ یہ ڈنڈا ہے اس سے خوفزدہ نہ ہو، یہ اژدھا بن جائے اور یہ تمہارا معجزہ ہے اسی لئے ان سے بار بار خطاب سے نوازا تا کہ وہ اس سے مانوس ہوں اس سے انہیں وحشت نہ ہو اور ساتھ اس کی ہیبت جلالیہ سے بھی نہ گھبرائیں جو کلام سے طاری ہو کیونکہ وہ کلام از جنس مخلوق نہ تھا اور وہ خوف ان کے دل سے دور ہو جو انہیں درخت سے غیر مالوف طور پر بات سنائی دی اور ملائکہ کی تسبیح سے ان کے دل میں سکون بیٹھا ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد ان کا دل مضبوط ہوا تو کلام طویل فرمایا۔[37]

**موسوی ڈنڈے کا حال اور کارنامہ:** روح البیان، پارہ ۹، میں ہے کہ جب جادوگروں کی رسیوں اور ڈنڈوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک نے جلدی سے جھپٹا بھر کر کھا لیا تو حاضرین مجلس یعنی تماشائیوں اور خود جادوگروں کی طرف متوجہ ہوا تو وہ ڈر کے مارے بھاگے۔ اور جلدی میں ایک دوسرے پر گرے تو ہزاروں کی تعداد میں مر گئے۔ (زرقانی میں ان کی پچیس ہزار تعداد لکھی ہے) وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ۔ اور روح البیان میں اسی ہزار (۸۰۰۰۰) لکھا ہے۔ اُن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا تو پھر عصا بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کی سانپ والی ہیئت کو مٹا دیا یا اس کے غلیظ اجزاء کو لطیف ترین بنا دیا۔ جادوگروں نے یہ کیفیت دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ اگر یہ عصا بھی جادو ہوتا تو اس کے ختم ہو جانے کے بعد ہماری رسیاں اور ڈنڈے باقی بچے رہتے۔

نیز روح البیان، پارہ ۶ میں ہے کہ جب ڈنڈا سانپ بن گیا تو جہاں سے گذرتا ہر شے کو کھائے جا رہا تھا یہاں تک کہ پتھر اور درخت وغیرہ۔ اس کی آنکھیں آگ کی طرح چمکتی تھیں اور دانتوں سے سخت قسم کی آواز آتی تھی اس کے دونوں جبڑوں کی درمیانی مسافت چالیس یا اسی (۸۰) ہاتھ تھی۔ وہ کھڑا ہوا تو اوپر کی ایک میل کی مسافت ہوتی۔ اس سانپ نے اپنا جبڑا فرعون کے محل کی دیوار پر ڈالا اور اس کے قبہ کو ایک دانت سے لے لیا اور فرعون کی طرف چلا تو

---

[35] (روح البیان، طه:18، 5/ 374، دار الفکر - بیروت)

[36] (روح البیان، طه:18، 5/ 374، دار الفکر - بیروت)

[37] (روح البیان، طه:18، 5/ 374، دار الفکر - بیروت)

فرعون گوز[38] مارتا ہوا بھاگا اور اس دن اُسے چار سو دست آئے۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا سانپ کو واپس بلالو میں آپ پر ایمان لاؤں گا اور آپ کی قوم آپ کو دے دوں گا۔[39]

**نوٹ:** عصائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات آئندہ اوراق میں آتے ہیں یہاں ایک ولی اللہ کے ڈنڈے کا کمال ملاحظہ فرمائیں۔

**ولی اللہ کا ڈنڈا:** ایک ولی اللہ جنگل میں مقیم تھے ان کے پاس مہمان بکثرت آتے تھے لنگر کے ضروریات کے لئے آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔ آپ نے اپنے ڈنڈے کو فرمایا انسان ہو جا اور بازار سے لنگر کے سودے لے آ۔ جب وہ کام پورا کر لیتا تو وہ اسے فرماتے ڈنڈا ہو جا۔ پھر وہ بدستور ڈنڈا ہو جاتا۔ (جمال الاولیاء)

**ازالۂ وھم:** قدرت ایزدی کرامت میں ظہور فرماتی ہے جیسے معجزات بھی قدرتِ ایزدی کا کرشمہ ہے اس کی مزید تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ، "بڑھیا کا بیڑا" اور "غوث اعظم کی کرامت" پڑھئے۔

**عصائے محمد ﷺ:** امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ عصائے محمدی و عصائے موسوی علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام کا فرق بتاتے ہیں:

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا　　گروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

اس شعر کی شرح فقیر کی شرح حدائق میں دیکھئے۔ یہاں پر عصائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ملاحظہ ہوں۔

(۱) ایک رات نمازِ عشاء کے لئے تشریف لے گئے۔ رات اندھیری تھی اور بارش بھی ہو رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے عرض کیا میں نے خیال کیا کہ نمازی کم ہوں گے اس لئے چاہا کہ جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر حضرت قتادہ کو کھجور کی ایک ڈالی دی۔ اور فرمایا کہ یہ ڈالی دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی جب تم گھر پہنچو تو اس میں ایک سیاہ شکل دیکھو گے اس کو مار کر باہر نکال دینا کیونکہ وہ شیطان ہے۔ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا ہی ظہور میں آیا۔[40] (شفا شریف وغیرہ)

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے حضور نے ان کو ایک لکڑی عنایت فرمائی۔ جب عکاشہ نے ہاتھ میں لے کر ہلائی تو وہ ایک سفید مضبوط تلوار بن گئی جس سے وہ جنگ کرتے رہے اس تلوار کا نام عون تھا۔ حضرت عکاشہ اسی کے ساتھ جہاد کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ایّام الردّۃ میں شہید ہوئے۔[41] (سیرتِ ابنِ ہشام)

(۲) جنگِ احد میں حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک کھجور کی شاخ عنایت فرمائی تو وہ تلوار بن گئی۔[42]

---

38 ) وہ گندی ہوا جو مقعد سے آواز کے ساتھ خارج ہو، پاد

39 ) (روح البيان، طه:21، 5/ 376، دار الفكر - بيروت)

40 ) (الشفاء بتعريف حقوق المصطفي، الفصل الثالث والعشرون، في كراماته وبركاته وانقلاب الأعيان له في ما لمسه أو باشره، 1/ 290، دار ارقم، بيروت لبنان)

41 ) (سيرة ابن هشام ، 2/ 202، شركة الطباعة الفنية المتحدة)

42 ) (دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب غزوة أحد، باب ذكر التاريخ لوقعة أحد، باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم أصحابه على القتال يوم أحد وثبوت من عصمه الله - عز وجل،3/ 250، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1417هـ-1996م-)

(شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، تابع المقصد الرابع: في معجزاته صلى الله عليه وسلم الدالة على ثبوت نبوته، الفصل الثاني: فيما خصه الله تعالى به من المعجزات وشرفه به على سائر الأنبياء من الكرامات والآيات البينات،7/ 88، دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث، الطبعة: الأولى - 1408 هـ - 1988 م -)

**عصائے موسیٰ علیہ السلام کے دیگر کمالات:** حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک میں اور بھی بہت سے بڑے کمالات تھے، یہاں چند ایک مشہور کمالات عرض کر کے بالمقابل اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات بھی پیش کروں گا تا کہ یقین ہو کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

**حفاظتِ جانِ موسیٰ علیہ السلام:** حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشہور و معروف معجزہ عصا بھی ہے لکڑی کا عصا تھا مگر دشمنوں کے لئے اژدہا بن کر آپ کی حفاظت کرتا تھا جیسا کہ ایک نمونہ ابھی فقیر نے عرض کیا ہے۔

**حفاظتِ جانِ جانان ﷺ:** حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شانِ عالی ہے کہ بغیر اژدہا و دیگر اسباب کے اللہ تعالیٰ نے خود حفاظت کا وعدہ فرمایا۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (پارہ ۶، سورۃ المآئدہ، آیت ۶۷) **ترجمہ:** اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

اور اس وعدہ کے ایفاء (قول و قرار کی تعمیل) کے واقعات تفاسیر کتب سیر میں مفصل ہیں۔ فقیر یہاں ایک حوالہ عرض کرتا ہے جس سے ثابت ہو کہ سرورِ انبیاء حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی نرالی شان ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و صیانت بغیر عصا کے بھی ہو جاتی ہے۔

امام رازی تفسیرِ کبیر میں لکھتے ہیں کہ جب ابو جہل نے پتھر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو:

"رَأَى عَلَى كَتِفَيْهِ ثَعَابِينَ، فَانْصَرَفَ مَرْعُوبًا."[43] (زرقانی، جلد ۵، صفحہ ۱۹۵)

یعنی میں نے آپ کے شانہ ہائے اقدس پر دو اژدہے دیکھے اور ابو جہل سراسیمہ (پریشانی یا اضطراب کی حالت میں گھبرایا ہوا) ہو کر بھاگا۔

**فائدہ:** اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر عصائے کلیم اژدہا بن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کیا کرتا تھا تو یہ چیز ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا عصا ہی حاصل تھی۔ اور آپ کی حفاظت اور صیانت خود اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے۔ جیسا کہ اوپر گذرا۔

**پانی کے چشمے:** حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تَفَجَّرَ مَاءٌ مِنَ الْحِجَارَةِ.[44] (پتھر سے پانی نکالنے) کا معجزہ عطا ہوا اور آپ نے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ ہے۔

**محمدی چشمے:** احادیثِ مبارکہ و معجزاتِ محمدیہ کے مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دکھایا جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شیدا ہو گئے۔ یعنی کلیم نے پتھر سے اور حبیب نے انگلیوں سے دریا بہا دئے۔

پنجۂ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے　　چشمۂ خورشید میں نام کو بھی نم نہیں

---

[43] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، تابع المقصد الرابع: في معجزاته صلى الله عليه وسلم الدالة على ثبوت نبوته، الفصل الثاني: فيما خصه الله تعالى به من المعجزات وشرفه به على سائر الأنبياء من الكرامات والآيات البينات، 7/ 88، دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث، الطبعة: الأولى - 1408 هـ - 1988 م -)

[44] وَإِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (البقرۃ:60)

(۱) امام بخاری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ زوراء میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ لایا گیا تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا "فَوَضَعَ كَفَّهُ فِيهِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ وَأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ أَصْحَابُهُ جَمِيعًا. قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ كَانُوا؟ قَالَ: زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ." [45] (خصائص کبریٰ، جلد۲، صفحہ ۴۰)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک پیالہ میں رکھا انگشتِ مبارک سے پانی نکلنے لگا پانی پینے والے تین سو آدمی تھے۔

(۲) امام بخاری و مسلم حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ جنگِ حدیبیہ میں پانی نہ رہا لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا صحابہ کرام نے خدمتِ اقدس میں عرض کی سرکار پانی نہیں ہے۔

"فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ، فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا، فَقُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةٍ." [46] (خصائص کبریٰ، جلد۲، صفحہ ۴۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس چھاگل (مشکیزہ) میں ڈالا تو انگشت ہائے مُبارک سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر ایک لاکھ آدمی ہوتے تو وہ بھی اس پانی سے سیر ہو جاتے مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

**نکتہ:** اگر موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی جاری کر دیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں سے دریا بہا دیئے اور پتھر سے پانی جاری ہونا اتنا عجیب نہیں جتنا کہ انگلی سے پانی جاری ہونا عجیب و غریب ہے۔ کیوں کہ پتھر سے پانی نکلا کرتا ہے مگر گوشت پوست سے پانی نہیں نکلتا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

**عصائے موسیٰ کی مار:** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مار کر پانی جاری کر دیا۔

**ٹھوکرِ مصطفوی ﷺ:** نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر پر ٹھوکر مار کر پانی کا چشمہ بہا دیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

ابنِ سعد و حبیب و ابنِ عساکر حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ مقامِ ذوالمجاز جو کہ عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تشریف لے گئے ابو طالب کو پیاس لگی اور سخت پیاس لگی۔ انہوں نے خدمتِ اقدس میں تشنگی (پیاس کی شدت) کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر پتھر کو ایڑی ماری۔

فَأَهْوَى بِعَقِبِهِ عَلَى الْأَرْضِ، وَفِي رِوَايَةٍ: إِلَىٰ صَخْرَةٍ، فَرَكَضَهَا بِرِجْلِهِ، وَقَالَ شَيْئًا. قَالَ أَبُو طَالِبٍ: فَإِذَا أَنَا بِالْمَاءِ، فَلَمْ أَرَ مِثْلَهُ، فَقَالَ: اشْرَبْ، فَشَرِبْتُ حَتَّى رَوِيتُ، فَرَكَضَهَا فَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ. [47] (خصائص کبریٰ، جلد۲)

---

[45] (الخصائص الكبرى للسيوطي، ذكر بقية المعجزات التي لم تدخل في الأبواب السابقة،2/ 68، دار الكتب العلمية - بيروت-)

[46] (الخصائص الكبرى للسيوطي، حديث الإفك،1/ 406، دار الكتب العلمية - بيروت-)

[47] (حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الرابع في بعض ما وقع له من الآيات قبل بعثته ﷺ وحفظ الله له في شبابه عما كان عليه أهل الجاهلية، ص198، دار الكتب العلمية – بيروت، 2015م-)

(الخصائص الكبرى للسيوطي، باب نبع الماء من الأرض،1/ 207، دار الكتب العلمية - بيروت-)

یعنی ایک پتھر کو ایڑی لگائی۔ ابو طالب کہتے ہیں کہ پس ناگاہ وہاں ایک بہت بڑا چشمہ جاری ہو گیا ایسا چشمہ کہ میری آنکھوں نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا پھر آپ نے ایڑی لگائی اور پانی بند ہو گیا۔

**موازنہ:** حضرت موسیٰ علیہ السلام تو عصا مارتے ہیں پھر کہیں پانی نکلتا ہے مگر یہاں عصاء مارنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں تو پائے اقدس میں عصائے موسیٰ علیہ السلام سے کہیں بڑھ کر طاقت ہے۔

**معجزہ موسیٰ علیہ السلام:** فرعون کے مقابلے میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک اژدھا بن گیا تو یہ معجزہ دیکھ کر فرعون کے جادوگر بول اُٹھے ہم اس ربِ جلیل کی ذات پر ایمان لائے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا رب ہے۔[48]

**معجزہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:** جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے کلّاہ نِکلا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں لکڑی کا ایک دستہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زمین پر رکھ دیا تو وہ اژدھا بن گیا۔ جب کلّاہ نے یہ اعجاز دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی۔ پھر وہ دستہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔

(معجزاتِ نبویہ، امام محمد بن یحییٰ حلبی رحمۃ اللہ علیہ)

**معجزہ موسیٰ علیہ السلام:** حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنا دستِ مبارک فرعونیوں کے سامنے بغل سے نکالتے تو اس کی چمک اور دمک دیکھ کر بھاگ جاتے تھے۔[49]

**معجزہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:** رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک غزوہ خیبر کے روز اس قدر روشن تھا کہ جب کافر اس کو دیکھتا تو وہ اس سے ڈر کر بھاگ جاتا:

کافروں پہ تیغ والا سے گری برقِ غضب　　اَبر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

**معجزۂ موسیٰ علیہ السلام:** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب عصا مبارک دریائے نیل میں مارا۔ تو دریا پھٹ گیا۔ اور راستہ بن گیا۔ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء نے دریا کو عبور کر لیا۔ اور فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔ جو کہ قرآن پاک میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔

**معجزہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:** سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی طرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت بھیجی جن میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ تو کفار نے ان کو دریا عبور نہ کرنے دیا اور دریا پر ہی روک دیا تو انہوں نے یہ اپنا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھڑی روانہ فرمائی اور فرمایا اس کو دریا پر مارنا تو جب انہوں نے دریا پر چھڑی کو مارا تو دریا نے راستہ دے دیا۔ اور انہوں نے آسانی سے دریا کو عبور کر لیا۔

**معجزہ موسیٰ علیہ السلام:** حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب آپ علیہ السلام سے پانی طلب کیا تو آپ علیہ السلام نے عصا مبارک مار کر ایک بڑے پتھر سے پانی جاری کر دیا۔[50] یہ واقعہ بھی قرآنِ پاک میں موجود ہے۔

---

48 ) "فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ○ قَالُوٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ رَبِّ مُوسٰى وَهَارُوْنَ" (الشعراء:46إلى 48)

49 ) وَنَزَعَ يَدَهٗ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ (الأعراف:108 و الشعراء:33)

50 ) البقرة:60

**معجزہ مصطفی ﷺ:** سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے روز بارہ ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھیجا وہ ایسی جگہ پر پہونچے جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ ایک پانی کا پیالہ منگوا کر اس میں اپنی انگلیاں مبارک ڈالیں تو آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ بہنے لگا اور سارے صحابہ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔[51] (معجزاتِ نبویہ)

مزید معجزات موسوی و محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام فقیر کی تصنیف "تنہا داری" میں پڑھئے۔

فَقَطْ، وَالسَّلَامُ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** غفرلہ

۱۳ ذیقعد ۱۴۲۲ھ بروز سوموار مبارک عند صلوۃ العصر

[51] (صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، 3/ 1309، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)